اسلامی بینکاری سے اجتناب بہتر ہے

جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ

آج کل ''اسلامی بینکاری'' کے حوالہ سے کچھ اختلافی باتیں سننے میں آتی ہیں۔علماء کا ایک طبقہ تو اس خیال کا حامی ہے کہ یہ بینکاری عام بینکاری اوران کی اسکیمیں حلال ہیں اورایک مسلمان ان سے بلاجھجک بھرپور استفادہ کرسکتا ہے۔اس کے برعکس ایک اور طبقہ کا خیال ہے کہ یہ بینکاری عام بینکاری سے مختلف نہیں۔اگرچہ نام مختلف ہے لیکن اس میں بھی اصل کاروبار اور لین دین رباہی ہے۔ علماء کرام سے پوچھنا یہ ہے کہ آپ کے دارالافتاء کے مطابق کس طبقہ کا خیال درست ہے۔جیسا کہ یہ بات واضح ہے کہ بیک وقت دونوں رائے درست نہیں ہوسکتیں۔ازراہ کرم جواب مدلل اور تفصیل سے دیجیے تاکہ عام مسلمان کے دل سے شبہات کا خاتمہ ہوسکے۔[حسان علی سلیمان، کراچی، پاکستان] الجواب مروجہ اسلامی بینکوں نے اسلامی بینکاری کے نام سے جو طریقہ کار پیش کیا ہے اس کی بنیادوں میں اگرچہ اسلامی عناصر یعنی مشارکہ،مضاربہ اور مرابحہ وغیرہ کے نام موجود ہیں لیکن چند ایسی شقیں داخل عمل ہیں جو شرعی فقہی اصولوں سے ہم آہنگ نہیں جن کی بناء پر ہمیں اس کے جواز میں تسلی نہیں ہے لہٰذا ایسے بینکوں سے معاملہ کرنے سے اجتناب ہی بہتر ہے۔فقط واللہ اعلم

محمد عبدالمجید دین پوری، محمد انعام الحق

فتویٰ نمبر ۶۷۴۳، ۹/نومبر ۲۰۰۶ء

ساحل کے خیال میں موجودہ اسلامی بینکاری فی الاصل سودی بینکاری کی مسخ شدہ شکل کے سوا کچھ نہیں اس ضمن میں ساحل نے مارچ، اپریل، جولائی، ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر ۲۰۰۵ء جنوری، فروری، مارچ، اپریل ۲۰۰۶ء کے شماروں میں جسٹس مولانا تقی عثمانی صاحب کی کتاب جدید معیشت اوران کے فلسفیانہ و معاشی افکار میں موجود بنیادی نقائص سے متعلق مسلسل مضامین شائع کیے۔ساحل کا بنیادی استدلال یہ ہے کہ سوشل سائنس مغربی فلسفے کی شاخ ہے اور اکنامکس اسی شاخ کی شاخ زریں ہے جو مغربی علمیت کو معیشت کی سطح پر قابل عمل بنانے کی حکمت عملی، ہتھیار طریقہ کار اور ادارے مہیا کرتی ہے، جدید سائنس اور سوشل سائنس کو غیر اقداری، غیر جانبدار سمجھنا دراصل مغربی فلسفے سے لاعلمی کا شاخسانہ ہے۔ جناب جسٹس تقی عثمانی صاحب کے تمام تر ادب و احترام کے باوجود بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ جسٹس عثمانی مغربی فکر و فلسفے سے قطعاً ناواقف ہیں اس کا بین ثبوت محمد حسن عسکری کی سفارش پر ان کی کتاب ''جدیدیت کی گمراہیوں کا خاکہ'' کی دارالعلوم کورنگی کے نصاب میں شمولیت تھی۔عسکری صاحب روایت کے مکتبہ فکر کو حق سمجھتے تھے جب کہ روایت متن کے بغیر ہوتی ہے، بدلتی رہتی ہے اس میں وسعت نمو افزائش کے امکانات موجود رہتے ہیں اور اصلاً روایت کا مکتبہ فکر جس کے بانی رینے گینوں تھے وحدت ادیان کے قائل تھے اور اسلام کو الحق نہیں سمجھتے تھے بلکہ روایت کے فلسفے کے تحت تمام مذاہب عالم کو روایت کا تسلسل سمجھ کر سب کو الحق قرار دیتے تھے۔مغربی فلسفے سے عدم واقفیت کے باعث جناب تقی عثمانی صاحب نے عسکری صاحب کی فکری گمراہیوں پر مشتمل اس کتاب کو نصاب میں شامل کیا بعد میں خارج کر دیا۔لہٰذا جسٹس تقی عثمانی صاحب اکنامکس اور بینکاری کے موضوعات پر فتویٰ رائے دینے کی بنیادی اہلیت ہی نہیں رکھتے کیونکہ کفر یعنی مغربی فکر و فلسفے اوراس کی ذیلی شاخوں جدید سائنس و سوشل سائنس کی فلسفیانہ اور مابعد الطبیعیاتی بنیادوں سے قطعاً ناواقف ہیں، وہ انگریزی پر عبور رکھتے ہیں لیکن فلسفے پر سرسری نظر بھی نہیں رکھتے۔الحمدللہ ساحل اپنے موقف میں اب تنہا نہیں ہے۔جامعہ عربیہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ صحراء میں پہلی اذان ہے۔اس اذان نے برعظیم پاک و ہند میں جدیدیت کے دروازے کو بند کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔اذانوں کا یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔جس سے آپ کو وقتاً فوقتاً مطلع کیا جائے گا۔ساحل کے علمی و تحقیقی اعتراضات کے جواب میں مفتی تقی عثمانی کی ہدایت پر دارالعلوم کورنگی کے استاد ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی صاحب نے ''اسلامی بینکاری حقیقت پسندانہ جائزہ کے نام سے ایک کتابچہ تحریر کیا ہے جس کا جواب آئندہ شمارے میں پیش کیا جائے گا۔حال ہی میں بینک الاسلامی نے جسٹس تنزیل الرحمٰن کو اپنا شرعی مشیر مقرر کرنے کے لیے بھاری معاوضے کی پیش کش کی لیکن تنزیل الرحمٰن صاحب نے اسلامی بینکاری کے مشکوک کاروبار کی بنیاد پر معذرت کرلی۔اگلے ہی روز جسٹس تقی عثمانی صاحب نے چھ لاکھ روپے ماہانہ مشاہرے پر مشاورت بخوبی قبول فرمالی۔اگر یہ مشاورت بلامعاوضہ ہوتی تو ہمیں اعتراض نہ ہوتا لیکن اب بھاری مشاہرے صورت حال کا ایک خطرناک رخ دکھا رہے ہیں۔